بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن

(نارتھ کراچی)

رئیس دارالافتاء حضرت اقدس مفتی سید نجم الحسن امروہوی مدظلہ

تاریخ الوصول ۲۴/جنوری ۲۰۰۹ء، ۲۶/محرم الحرام ۱۴۳۰ھ　　الرقم المسلسل ۳۵۲۵

تاریخ الاجراء ۳۰/جنوری ۲۰۰۹ء / ۳/صفر المظفر ۱۴۳۰ھ　　رقم الایصال ۱۴۸۶

سوال ...... کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

''**الجهاد ماض الى يوم القيامة**'' اس حدیث کی استنادی حیثیت کیسی ہے؟

کیا اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر قیامت تک مسلسل قتال ہوتا رہے گا یعنی اس میں انقطاع نہیں ہوگا؟

اور نفس الامر میں بھی یہ بات وقوع پذیر رہی ہے؟ زید یہ کہتا ہے کہ اس حدیث شریف سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ ہر دور میں، ہر وقت قتال بالسیف ہوتا رہے۔ بلکہ اس سے مراد مشروعیت جہاد اور فرضیت جہاد ہے کہ یہ چیز قیامت تک باقی رہے گی عام ہے کہ کسی دور میں قتال بالسیف نہ بھی ہو۔ اور اس پر (یعنی مرادِ حدیث فرضیت جہاد ہے) دلیل میں فتح القدیر کتاب السیر کی عبارت ''ای فرضا باقیا'' پیش کرتا ہے۔

زید اپنے اس قول میں مصیب ہے یا مخطی؟

اقدامی جہاد کیلئے امیر المؤمنین کا ہونا ضروری ہے یا کوئی بھی گروہ اپنے طور پر کسی کو امیر منتخب کر کے اقدامی جہاد کر سکتے ہیں؟

دفاعی جہاد میں امیر المؤمنین کے ہونے یا نہ ہونے کی کیا حیثیت ہے؟

''**لاتزال طائفة من امتی يقاتلون علی الحق**......الخ'' (ابوداؤد شریف باب فی دوام الجہاد) میں قتال سے مراد دفاعی جہاد ہوگا یا اقدامی؟

اور کیا اس کا وقوع نفس الامر میں بھی موجود رہا ہے؟ براہ کرم بندہ کی تشفی فرما کر بندہ کو شاکر وممنون فرمائیں۔

المستفتی

محمد راشد ڈسکوی

الجواب حامداً و مصلیاً ......فقہاء کرام نے جہاد کی تعریف میں مختلف تعبیرات اختیار کیں ہیں۔ جن کا حاصل یہ ہے کہ جہاد قتل ہی کے ساتھ مختص نہیں بلکہ ہر ایسی جہد (کوشش) جو اعلاء کلمۃ اللہ اور کفر وکفار کی شوکت کو توڑنے میں صرف کی جائے خواہ بالسلاح (اسلحہ) ہو یا بالمال یا بالعمل ہو یا بالقلم، یا باللسان ہو۔ وہ جہاد فی سبیل اللہ میں داخل ہے۔ لیکن اتنی بات ہے جب مطلق لفظ جہاد بولا جائے تو عام طور پر قتال بالکفار ہی مراد ہوتا ہے۔ جبکہ کوئی قرینہ اس کے خلاف کا نہ ہو۔ عام حالات میں جہاد فرض کفایہ ہے اور نفیر عام کی صورت میں فرض عین ہو جاتا ہے جیسا کہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے۔

بہر حال فرضیت جہاد قیامت تک باقی رہے گی اس پر امت کا اجماع ہے۔ جیسا کہ صاحب فتح القدیر نے نقل کیا ہے۔ جب فرضیت جہاد اعلاء کلمۃ اللہ کے واسطے ہے۔ تو جن ذرائع سے بھی اعلاء کلمۃ اللہ کا حصول ہو، ان کا بھی یہ حکم ہوگا کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ ''مقدمة الواجب واجبة''۔

تفصیل مذکور سے چند باتیں سامنے آئیں جن سے تقریباً آپ کے سوالات کا جواب بھی ہو جاتا ہے۔ پہلی بات کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ اور اپنے عمومی معنی کے اعتبار سے قتال بالسیف کے علاوہ دوسری صورتوں کو بھی شامل ہے۔ لہٰذا کسی دور میں قتال بالسیف کے نہ ہونے سے انقطاع لازم نہیں آتا جبکہ دیگر صورتوں میں جہاد ہو رہا ہو۔ (جیسا کہ زید کا کہنا ہے) جہاد خواہ دفاعی ہو یا اقدامی امیر کا ہونا ضروری ہے کیونکہ امیر کا ہونا جہاد کے ذرائع میں سے ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ اور امیر کی تعیین کا اختیار ارباب حل وعقد کو ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے:

خلیفہ یا امیر کی تعیین......اسلام میں خلیفہ یا امام کی تعیین کا اختیار اہل حل وعقد کو ہے۔ لہٰذا تعیین محض عوام الناس کی رائے پر نہیں چھوڑی جائے

Scanned by CamScanner

گی۔ بلکہ وہ ارباب علم، صاحب تجربہ جو اجتماعی امور میں صاحب رائے ہوں دین واسلام کی پاسداری اور عوام کی مصلحت کے پیش نظر امام کی تعیین کریں گے۔ لہٰذا اپنے طور پر ہر گروہ کا علیحدہ سے امیر منتخب کرنے میں انتشار کا قوی خدشہ ہے۔ جبکہ انتشار سے بچنا اور اجتماعیت کو برقرار رکھنا ضروری ہے۔

''**الجهاد ماض الى يوم القيامة** '' خبر واحد ہے، اس کی اصل سنن ابی داؤد میں مرفوعاً نقل کی گئی ہے۔ الا یہ کہ یزید ابن ابی نشبہ کو مجہول المعنی کہا گیا ہے۔ اور جعفر بن برقان ان سے روایت کرنے میں منفرد ہے۔

لاتزال طائفة من امتى يقاتلون على الحق الخ. ...... صحیح مسلم میں یہ حدیث مختلف الفاظ سے نقل کی گئی ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ طائفہ منصورہ کی تعیین میں مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ طائفہ انواع المؤمنین میں متفرق ہو، اس طور پر کہ ان میں سے بعض مجاہد ہوں جو قتال فی سبیل اللہ کا فریضہ انجام دے رہے ہوں۔ اور بعض فقہاء ومحدثین ہوں اور اسی طرح بعض امر بالمعروف والنہی عن المنکر کرنے والے ہوں اور بعض زاہد وعبادت گزار ہوں غرض جمیع انواع خیر میں مشغول ایمان والے طائفہ منصورہ کا مصداق ہوسکتے ہیں۔ لہٰذا یہ حدیث قتال ہی کے ساتھ خاص نہیں کہ جہاد دفاعی یا اقدامی کو نفس الامر میں ثابت کیا جائے۔ بلکہ مذکورہ اوصاف والے تمام مؤمنین اس میں داخل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو معجزہ ظاہرہ قرار دیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر آج تک اس طائفہ منصورہ کا وجود رہا ہے اور انشاء اللہ رہے گا حتیٰ یأتی امر اللہ۔

لمافى فتح القدير(۴۳۸/۵): واما قوله ﷺ "الجهاد ماض الى يوم القيامة" فدليل على وجوبه وأنه لاينسخ، وهذا لأن خبر الواحد لايفيد الافتراض، وقول صاحب الايضاح اذا تأيدخبر الواحد بالكتاب والاجماع يفيدا لفريضه ممنوع بل المفيد حينئذ الكتاب والاجماع وجاء الخبر على وفقهما۔

والحديث رواه ابو داود من حديث انس رضی اللہ عنہ قال: قال ﷺ من حديث والجهاد ماض منذ بعثنى الله إلى أن يقاتل آخر امتى الدجال، لايبطله جور جائر ولا عدل عادل والايمان بالاقرار، فيه يزيد بن ابى نشبة من بنى سليم لم يروعنه الا جعفر بن برقان وعن هذا والله اعلم قال المنذرى: هو فى معنى المجهول، ولاشك ان اجماع الامة أن الجهاد ماض إلى يوم القيمة لم ينسخ فلا يتصور نسخه بعد النبى ﷺ وانه لا قائل أن بقتال اخر الامة الدجال ينتهى وجوب الجهاد۔

وفى نصب الراية (۵۸۲/۳) : الحديث الاوّل قال عليه السلام "الجهاد ماض الى يوم القيمة" قلت: اخرجه ابو داؤد فى سننه عن يزيد ابن ابى نشبة عن انس قال: قال رسول الله ﷺ ثلاث من اصل الايمان الخ۔ وبقية السند حدثنا سعيد بن منصور ثنا ابو معاوية ثنا جعفر بن برقان عن يزيد بن ابى نشبة به قال المنذرى فى ((مختصره)) يزيد ابن ابى نشبة فى معنى المجهول، وقال عبدالحق: يزيد بن ابى نشبة هو رجل من بنى سليم لم يروعنه الاجعفر بن برقان انتهى۔

وفى الصحيح المسلم مع شرحه الكامل للنواوى(۱۴۳/۲): (قوله ﷺ لا تزال طائفة من امتى ظاهرين على الحق لايضرهم من خذلهم حتى ياتى امر الله وهم كذلك) إلى قوله واما طائفة فقال البخارى هم اهل العلم وقال احمد بن حنبل ان لم يكونوا اهل الحديث فلا ادرى من هم قال القاضى عياض انما اراد احمد اهل السنة والجماعة ومن يعتقد مذهب اهل الحديث۔ قلت ويحتمل ان هذه الطائفة مفرقة بين انواع المؤمنين منهم شجعان مقاتلون ومنهم فقهاء ومنهم محدثون ومنهم زهاد وآمرون بالمعروف والناهون عن المنكر ومنهم اهل انواع اخرى من الخير ولا يلزم ان يكونوا مجتمعين بل قديكونوا متفرقين فى اقطار الارض وفى الحديث معجزة ظاهرة فان هذا الوصف مازال بحمد الله تعالىٰ من زمن النبى ﷺ الى الآن ولا يزول حتى يأتى امر الله المذكور فى الحديث۔

والله تعالىٰ اعلم بالصواب

كتبهٗ

محمد آصف

دار الافتاء جامعه دار العلوم یاسین القرآن

دار الافتاء

۱۴۳۰ ۶

2 FEB 2009

رئیس دار الافتاء

المفتی السید نجم الحسن الامروہوی

جامعہ دار العلوم یاسین القرآن

Scanned by CamScanner